باب سوم: مال انفال و فیء و غنیمت

مالی اور اقتصادی قوت کسی بھی معاشرے اور گھرانے کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جس پر وہ معاشرہ اور گھرانہ یا شخص کی ظاہری زندگی قائم ہوتی ہے جیسا کہ سورۃ فرقان آیت ۶۷ میں اسی اقتصادی قیام کا تذکرہ موجود ہے۔ اسلامی حاکم اور مسلمانوں کے معاشرے کی مالی ساخت کو بحال کرنے کے لیے قرآن کریم نے مختلف مالی جہات کو بیان کیا ہے جن میں سے بعض کو واجب اور بعض کو مستحب قرار دیا ہے، مثلاً زکات، خمس، غنائم وغیرہ میں واجب احکام رکھ دیئے ہیں جبکہ صدقات دینے پر ابھرنے کو مستحب کے عنوان دیا جا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے برحق جانشین آئمہ اطہار علیہم السلام اللہ تعالی کی طرف سے تمام انسان معاشروں کے حاکم اور سربراہ ہیں جن کی مالی ساخت کو بحال کرنے کے لیے قرآن کریم نے بعض اموال کا تذکرہ کیا ہے جو صرف ان ہستیوں کے ساتھ مختص ہے۔ اس سلسلہ میں تین عنوان ہمارے پاس آتے ہیں:

1. انفال
2. مالِ فیء
3. غنیمت

انفال کو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص قرار دیا گیا ہے جبکہ مالِ فیء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ذوی القربی اور دیگر یتیموں و مسکینوں اور فقیر ہو جانے والے مسافر کا بھی حصہ ہے۔ غنیمت میں خمس قرار دیا گیا اور خمس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ بھی اور بقیہ ان کا بھی جن کا تذکرہ قرآن کریم نے کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو ملکیت ہے وہ وراثت کے طور پر تقسیم ہو گا جبکہ اسلامی حاکم کے عنوان سے جو اموال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء آئمہ اطہار علیہم السلام کے زیر قدرت آجائیں گے۔

ان تین موضوعات پر مکتب تشیع و تسنن میں احادیث مختلف ہونے کی وجہ سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہم پہلے مرحلہ میں آیات کریمہ اور مفسرین کے ذیل میں انفال و فیء و غنیمت کا جائزہ لیتے ہیں اور اس کے بعد احادیث مبارکہ کی طرف منتقل ہوں گے۔

انفال وغنیمت وفیء کے لغوی معانی

کسی بھی لفظ کے لغوی معنی کلام سے ظاہر ہونے والے معنی کے ساتھ گہرا ربط اور تعلق رکھتے ہیں۔ شریعت میں بہت سے ایسے الفاظ ہیں کہ جن کے وہی معانی مراد لیے گئے ہیں جو اس وقت معاشرے میں رائج تھے، لفظ بیع، لفظ غنیمت وغیرہ ہے۔ اس کے برعکس بہت سے موارد میں ایسا بھی ہے کہ شارع نے لفظ کے معنی میں وسعت پیدا کر کے جدید معنی قرار دیا ہے، جیسے لفظِ انفال، لفظ فیء وغیرہ ہے۔ پس بسااوقات لغوی معنی اور شرعی معنی ایک ہوتا ہے اور کبھی جدا جدا۔ اس مقام پر ہم پہلے ''انفال، فیء اور غنیمت'' کے لغوی معنی کو ملاحظہ کرتے ہیں اس کے بعد اس کے شرعی معنی کی تحقیق پیش کی جائے گی۔

ا۔ نَفَل:

لغت کی کتابوں میں اس کے دو معانی وارد ہوئے ہیں:

- غنیمت، انفال یعنی غنائم۔ اس کی جمع اَنفَال آتی ہے جیسے سبب کی جمع اسباب۔ (١٥)
- اضافہ یا زیادہ ہونا یا زائد

راغب اصفہانی نے مفردات الفاظ قرآن میں قدرے تفصیل کے ساتھ معانی ذکر کیے ہیں جس میں قرآنی استعمالاتِ الفاظ کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ راغب بیان کرتے ہیں:

> نَفَل: کہا جاتا ہے نفل غنیمت کو کہتے ہیں۔ لیکن مختلف جوانب اور اعتبار سے اس کی عبارت مختلف ہو جاتی ہے۔ اگر اس میں اعتبار کیا جائے کہ وہ جس کے ذریعے سے کامیابی حاصل کی گئی ہے تو اس اعتبار سے اس کو غنیمت کہتے ہیں، اور اگر بغیر وجوب کے آغاز میں عطاءِ الٰہی میسر آنے کو مد نظر رکھا جائے تو اس کو نفل کہتے ہیں۔ بعض ہیں جنہوں نے غنیمت اور نفل کے درمیان عام خاص کا فرق قرار دیا ہے، لہذا بعض نے کہا: غنیمت وہ ہوتی ہے جو مطلق طور پر فائدہ حاصل ہو چاہے مشقت و تعب اٹھائی ہے یا نہیں، چاہے اس کے مستحق تھے یا نہیں، چاہے کامیابی سے پہلے ہے یا بعد میں۔ جبکہ ''نفل'' سے مراد جملۂ مال غنیمت میں سے جو تقسیمِ مال سے پہلے عنایت کر دیا جائے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نفل سے مراد وہ ہے جو مسلمانوں کو بغیر کسی جنگ و قتال کے حاصل ہو جائے اور یہی (مال) فیء ہے.... نفل میں اس سے اصل یہ ہے کہ واجب پر مزید اضافہ یا زائد ہونا۔ (١٦)

---

(١٥).المصباح المنير، ج ٢، ص ٦٢٩، مادة: نفل.

(١٦).مفردات ألفاظ القرآن الكريم، ص ٨٢٠، مادة: نفل.

پس معلوم ہوا کہ لغت کے مطابق نفل اور انفال سے مراد اضافہ اور زائد ہونا اور غنیمت کے ہیں۔ مطلقا فائدہ انسان کے لیے چونکہ اضافہ اور زائد مال کا سبب بنتا ہے اس لیے غنیمت بھی انفال کہلاتا ہے۔ انفال کے لغوی معنی واضح ہیں لیکن شرعی نصوص میں آیا انفال اپنے لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یا شارع کی جانب سے اس کے معانی معین کیے گئے ہیں ؟ اس جہت سے اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ روایات اہل بیت سے جو ظاہر ہوتا ہے اس کے مطابق انفال کے شرعی معانی ہیں جو احادیث مبارکہ سے روشن ہیں۔ اس کے برخلاف مکتب تسنن میں اس کے لغوی معانی اور جنگی غنیمت میں زائد مال کو انفال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ کے اوراق میں ان شاءاللہ آئے گی۔

۲۔ فیء:

فیء کا لغوی معنی رجوع کرنے کے ہیں۔ یہ علم الصرف کے مطابق اجوفِ ناقص اور مہموز اللام ہے اور باب فَعَلَ يَفْعِلُ سے ہے، یعنی فَاءَ يَفِيْءُ فِئَةً۔ فیء خراج، غنیمت کو بھی کہتے ہیں۔ اس صورت میں یہ ہمزہ یعنی باب اِفعال میں استعمال ہوتا ہے، جیسے أفَاءَ يُفِيء[۱۷]۔ راغب نے بیان کیا ہے کہ فیء کا مطلب اچھی پسندیدہ حالت کی طرف پلٹنا ہے، نیز غنیمت کو بھی فیء کہا گیا ہے[۱۸]۔ صاحب التحقیق نے اس کا معنی ''مجبور ہو جانے کے بعد جھکنے'' کے ذکر کیے ہیں، اس کے لوازم میں سے پلٹنا، رجوع کرنا، الٹ ہو جانا، تبدیل ہو جانا ہیں[۱۹]۔ ابو حبیب سعدی نے لغوی و فقہی معانی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان تمام معانی کو اس طرح جمع کر کے بیان کیا ہے:

> الفَيْءِ: الظلّ بعد الزوال ينبسط شرقًا (ج) أفْياءٌ، وفُيُوءٌ، الخراج، الغنيمة، الرجوع، كالفيئة، في قول العلماء: هو كل ما حصل للمسلمين من أموال الكفار بغير قتال، (ابن حجر)- عند المالكية، والإباضيّة، وفي قول الشافعية، وللزيدية: يرادف الغنيمة.
>
> فیء: زوال کے بعد مشرق کی جانب پھیلا ہوا سایہ، اس کی جمع افیاء اور فیوء آتی ہے، خراج، غنیمت، رجوع جیسے الفيئة ہے۔ علماء کے قول کے مطابق ہر وہ مال جو بغیر جنگ کے کفارِ کے اموال میں سے مسلمانوں

---

(۱۷).المصباح المنير، ج ۲، ص ٤٨٦، مادة: فاء.

(۱۸).مفردات ألفاظ القرآن، ج ۱، ص ٦١٠، مادة: فيأ.

(۱۹).التحقيق فى كلمات القرآن الكريم، ج ۹ ص ١٦٥، مادة: فيأ.

کے لیے حاصل ہو کو فیء کہتے ہیں۔ابن حجر: مالکیہ، اباضیہ اور شافعیہ کے قول کے مطابق اور زیدیہ کے نزدیک فیء غنیمت کے مترادف ہے۔[20]

اہل لغت کے ان بیانات سے روشن ہوا کہ الفَيْء کا مطلب پلٹنا، رجوع کرنا یا غلبہ و تسلط کے بعد زیر ہونا کے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ لفظ اپنے مشتقات سمیت متعدد آیات میں وارد ہوا ہے۔ سورۃ الحشر آیت ۶ اور ۷ میں أَفَاءَ يُفِيءُ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب آیت کریمہ سے ہی واضح ہے کہ وہ اموال جو بغیر جنگ و قتال کے رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک میں گئے۔ پس مالِ فیء کا قرآنی معنی وہ مال ہے جو بغیر جنگ لڑے مسلمانوں کے ہاتھ میں آجائے اور اللہ تعالی نے وہ مال رسول اللہ ﷺ کو عنایت کر دیا ہو، جیسا کہ ان شاءاللہ آگے اوراق میں مزید وضاحت پیش کی جائے گی۔

مال انفال اور فیء قرآن وحدیث کی روشنی میں

قرآن کریم نے انفال کا اطلاق اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مختص کیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہوتا ہے:

﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾[21]

وہ آپ سے انفال کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ ﷺ کہہ دیجیے: انفال اللہ کی ملکیت ہے اور رسول کی، پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اپنے درمیان اصلاح برپا کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

اس آیت کریمہ میں اسم جلالہ پر لام تملیک داخل ہے اور رسول حرف عطف کے ذریعے اسی حکم میں شامل ہیں۔ ظاہر آیت کے مطابق انفال کے مالک اللہ اور رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پس انفال خالص طور پر نبی اکرم ﷺ کی ملکیت قرار پائے گا۔ یہاں سوال ابھرتا ہے کہ انفال کا مطلب کیا ہے؟ کیونکہ انفال کا جو معنی کیا جائے گا اسی کے مطابق ملکیت کا حکم آئے گا۔ قرآن کریم میں انفال کے عنوان ذکر کر کے مزید وضاحت وارد نہیں ہوئی بلکہ اس کی جزوی معلومات اور معانی احادیث کے سپرد کیے گئے ہیں۔ اسی طرح مالِ فیء سے متعلق آیات کریمہ میں ارشادِ باری تعالی ہوتا ہے:

---

(۲۰).القاموس الفقهي لغة واصطلاحا، سعدی ابو جیب، ص: ۲۹۱، دار الفكر، دمشق، دوم، ۱۴۰۸ ھ ق.

(۲۱).الأنفال:۱.

﴿يا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنا لَكَ أَزْواجَكَ اللاَّتي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَما مَلَكَتْ يَمينُكَ مِمَّا أَفاءَ اللَّهُ عَلَيْك ...﴾[(٢٢)]

اے نبی! ہم نے آپ کے لیے آپ کی وہ زوجات حلال کی ہیں جن کا مہر آپ نے دے دیا ہے اور وہ کنیزیں بھی حلال کی ہیں جو اللہ نے مال فیء (جو جنگ لڑے بغیر حاصل ہو جائے) کے طور پر آپ کو عطا۔

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے دو قسم کی خواتین کے حلال ہونے کا تذکرہ ہے:

- وہ خواتین جن سے آپ ﷺ نے نکاح کیا اور ان کا حق مہر ادا کر دیا۔
- وہ کنیزیں جو تحائف کی صورت میں یا غنیمت کے طور پر یا بغیر جنگ لڑے مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گئیں اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی ملکیت بنالیا۔ یعنی مالِ فیء کے طور پر حاصل ہوئیں۔ اس کو انفال سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

تفسیر ثعالبی میں ابو اسحاق احمد بن محمد ثعالبی متوفی ۴۲۷ھ "مِمَّا أَفاءَ اللَّهُ عَلَيْك" کی تفسیر کرتے ہوئے درج کیا ہے کہ مالِ فیء کے طور پر جناب صفیہ، جویریہ اور جناب ماریہ قبطیہ رسول اللہ ﷺ کو عنایت ہوئیں[(٢٣)]۔ اکثر اہل سنت مفسرین اس آیت میں لفظِ افاء کے بارے میں قائل ہیں کہ یہاں فیء عمومی معنی میں استعمال ہوا ہے جو جنگی غنیمت اور رسول اللہ ﷺ کو ملنے والے ہدایا اور تحائف ہر دو کو شامل ہے۔ البتہ بعض معاصر اہل سنت مفسرین نے غنیمت اور فیء میں فرق کرتے ہوئے اس مقام پر اس مورد کو مالِ فیء میں سے قرار دیا ہے اور مالِ فیء سے مراد وہی اصطلاحی معنی کہ بغیر جنگ کہ جو ہاتھ میں آئے مراد لیا ہے جبکہ غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو جنگ لڑنے کی صورت میں مسلمانوں کے ہاتھ میں آئے جیسا کہ محمد امین شافعی نے ذکر کیا ہے[(٢٤)]۔

مکتب اہل بیت علیہم السلام سے تعلق رکھنے والے مفسرین نے اس جگہ "افاء اللہ علیک" سے مراد مالِ انفال لیا ہے جیسا کہ انفال سے متعلق آئے گا کہ انفال سے مراد وسیع مالیت ہے جو اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو عنایت فرمایا ہے۔

---

(٢٢). الأحزاب: ٥٠.

(٢٣). الكشف والبيان عن تفسير القرآن، الثعلبي، ج ٨، ص ٥٣، سورة الأحزاب: ٥٠، تحقيق: الإمام أبي محمد بن عاشور، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢، هـ - ٢٠٠٢ م.

(٢٤). تفسير حدائق الروح والريحان في روابي علوم القرآن، محمد الأمين الهرري، جزء ٢٣، ص ١٢١، باب ٥٦، الناشر: دار طوق النجاة، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م.

معروف مفسر فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۸۸ھ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جناب صفیہ (بنت حیی بن اخطب) خیبر کے غنائم میں سے اور ریحانہ بنی قریظہ کے غنائم میں سے ہیں[(۲۵)]۔

یہی سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی جو ملکیت ہو تو بیت المال لوٹا دیا جائے گا اور کوئی آپ ﷺ کا وارث نہیں بنے گا تو یہ کنیزیں آخر بیت المال کیوں نہیں پلٹائی گئیں اور حکام نے ان کو اپنے اختیار میں کیوں نہ لیا؟!!

مالِ فیء کے بارے میں سورۃ حشر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

﴿وَما أَفاءَ اللَّهُ عَلى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَما أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلا رِكابٍ وَلكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلى مَنْ يَشاءُ وَاللَّهُ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدير.

ما أَفاءَ اللَّهُ عَلى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبى وَالْيَتامى وَالْمَساكِينِ وَابْنِ السَّبيلِ كَيْ لا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِياءِ مِنْكُمْ وَما آتاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَما نَهاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَديدُ الْعِقاب﴾[(۲۶)]

اور اللہ نے اپنے رسول کو ان (کافر) لوگوں (کے مال) میں سے جو سپرد کیا ہے (اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے) اس لیے ہے کہ اس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑے ہیں اور نہ زحمت مشقت کی، لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غالب و مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر شیء پر قادر ہے۔

بستیوں والوں (کے اموال میں) سے جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کے سپرد کیا ہے وہ اللہ کی ملکیت ہے، رسول کی ملکیت ہے، ذی قربیٰ کی ملکیت ہے اور یتیموں، مسکینوں اور نادار ہو جانے والے مسافر کی، تاکہ تم میں سے امیروں کے درمیان یہ گردش نہ کرتا رہے، اور رسول تمہیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں پس تم اس سے رُک جاؤ، اور اللہ سے خوف کھاؤ، بے شک اللہ شدید عقاب کرنے والا ہے۔

معتبر اور صحیح اسانید سے وارد ہونے والی احادیثِ اہل بیت علیہم السلام کے مطابق انفال اور مالِ فیء وسیع مالیت پر دلالت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور ان کی نیابت میں آئمہ اطہار علیہم السلام کو عنایت فرمایا ہے۔ ذیل میں بعض روایات اور اس کے تناظر میں مفسرین وفقہاء کے بیانات سے استفادہ کرتے ہیں۔

---

(۲۵).منهج الصادقين في إلزام المخالفين، الكاشاني، ج ۷، ص ۳۰۸، الناشر: كتابفروشي اسلاميه، طهران، الطبعة الأولى.

(۲۶).الحشر: ٦-٧.